مولانا حافظ محمد نعیم صدیقی ندوی۔ ایم۔ اے
دار المصنفین اعظم گڑھ

کردار شکنی کا المیہ

(۳)

منافقت نفاق فطرت انسانی کی ایک کمزوری اور بیماری ہے، جو اسی کی طرح پرانی اور عام ہے۔ اس بیماری کے پیدا ہونے کے لیے یہ بالکل ضروری نہیں ہے کہ اسلام اور کفر کی دو طاقتیں میدان میں ضرور ہوں اور ان میں کش مکش جاری ہو۔ خالص اسلام کے غلبہ اور اقتدار کی حالت میں بھی ایک ایسا گروہ پیدا ہو جاتا ہے جو کسی وجہ سے اسلام کو ہضم نہیں کر پاتا لیکن اس میں اتنی اخلاقی جرأت بھی نہیں ہوتی کہ وہ اس کا انکار اور اس سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کر سکے۔ یا اس کے مصالح اس کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ ان فوائد سے دست بردار ہو جائے جو اسلام کے انتساب سے اس کو کسی اسلامی سلطنت یا مسلمان سوسائٹی میں حاصل ہیں۔ اس لیے وہ ساری عمر اس دو عملی اور تذبذب کی حالت میں رہتا ہے۔ اس کی نفسی کیفیات، اس کے اعمال و اخلاق، اس کی اخلاقی کمزوری، اس کی مصلحت شناسی، موقع پرستی، زندگی سے تمتع و لطف اندوزی کا جذبہ، دنیا وی انہماک، آخرت فراموشی، اہل اقتدار کے سامنے روباہ مزاجی اور کمزوروں غریبوں پر دست درازی "منافقین اولین" کی یاد تازہ کرتی ہے۔ (تاریخ دعوت و عزیمت ۱/۰۰)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے الفوز الکبیر میں بہت صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ نفاق اور منافقین کا وجود کسی خاص زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہر زمانہ میں موجود اور زندہ رہتا ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب اپنے زمانہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

اگر خواہی کہ از منافقاں نمونہ بینی رو در مجلس امراء و مصاحبان ایشاں را بیں کہ مرضی ایشاں را بر مرضی شارع ترجیح می دہند (الفوز الکبیر ص ۱۲ مطبع محمدی)

اگر تم اس زمانہ میں منافقین کا نمونہ دیکھنا چاہو تو امراء کی مجالس میں جاؤ اور ان کے ان مصاحبین کو دیکھو، جو اُن امراء کی مرضی کو خدا و رسول کی مرضی پر ترجیح دیتے ہیں۔

محدث ابوبکر فریابی نے صفۃ النفاق وذم المنافقین میں امام حسن بصری کا یہ مشہور قول نقل کیا ہے کہ

یاسبحان اللہ مالقیت ھذہ الامۃ من منافق قھرھا واستأثر علیھا۔

یعنی امت میں ایسے افراد کی کمی نہیں ہے جو دل سے اسلام اور مسلمانوں کے مخلص نہیں ہیں۔ بلکہ ان کو صرف اپنے اغراض اور منافع سے دلچسپی ہے۔ ان کو آئین قرآنی کے مقابلہ میں دنیوی مصالح، خواہشات نفسانی اور لذائذ جسمانی زیادہ مرغوب ہوتے ہیں۔ اور ان ہی کی تحصیل و تکمیل کے لیے وہ اسلام اور ایمان کو آڑ بناتے ہیں۔ قرآن کریم نے اخلاقیات کی اس بدترین خصلت کو خوب کھول کھول کر بیان کیا اور اس کے حاملین کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی ہے مثلاً سورۂ توبہ کا ساتواں رکوع مکمل منافقین کی پردہ دری میں ہے۔ اسی میں ارشاد ہے۔

ویحلفون باللہ انھم لمنکم وماھم منکم ولکنھم قوم یفرقون (توبہ ــــ ۷)

اور یہ اللہ کی قسمیں کھا کھا کے اطمینان دلاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ تم میں سے نہیں بلکہ یہ ڈرپوک لوگ ہیں۔

یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے کہ جن لوگوں کے پاس کردار کی حجت نہیں ہوتی وہ خود کو معتبر ثابت کرنے کے لیے اکثر جھوٹی قسموں کا سہارا لیتے ہیں چنانچہ قرآن نے منافقین کے متعلق جگہ جگہ واضح کیا ہے کہ یہ اپنے اخلاقی خلا کو جھوٹی قسموں سے پُر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

وہ مسلمانوں کو مطمئن رکھنے کے لیے قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتے کہ ہم آپ ہی لوگوں میں سے ہیں۔ ہمارے بارہ میں کسی کو کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ قرآن نے کہا کہ یہ ہرگز تم میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ محض ڈر کے سبب سے تمہارے ساتھ وابستہ ہیں کیونکہ کفار و مشرکین کا حشر یہ دیکھ چکے، یہود و نصاریٰ کا انجام بھی ان کے سامنے ہے۔ اب کوئی راہ فرار باقی نہ رہنے کے باعث مسلمانوں

کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں، اگر آج انھیں اپنے مفادات کے ساتھ گھس بیٹھنے کی کوئی جگہ مل جائے، تو ایک دن بھی مسلمانوں کے ساتھ رہنا پسند نہ کریں۔

اسی طرح قرآنِ پاک کی بکثرت آیات میں نفاق کی حقیقت و ماہیت کی وضاحت اور منافقوں کی سازشوں سے اہلِ ایمان کو چوکنا رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ منافقت کے محرکات غیر منتہی ہیں۔ لیکن ان سب کی تہ میں صرف ایک ہی روح کارفرما رہتی ہے، یعنی قرآن پر عدم یقین اور دنیا پرستی۔ یہ صحیح ہے کہ آغازِ اسلام میں منافقین کی جس خاص قسم کا وجود تھا اب وہ نہیں پائی جاتی۔ لیکن منافقین کے دوسرے اقسام کے گروہ ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں۔ اور اب بھی موجود ہیں۔ جو ملت اسلامیہ کی تباہی و بربادی کا کام نہایت ہوشیاری کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

عصرِ حاضر میں نفاق کی کچھ نئی شکلیں اور مظاہر

آج کچھ منافق اس قسم کے بھی ملتے ہیں جن کے لیے سب سے مقدم جذبہ اپنے ذاتی مفادات اور دنیوی فائدے ہوتے ہیں۔ انھیں دوسرے الفاظ میں موقع پرست بھی کہا جاسکتا ہے۔ ان کو حق و باطل کے جھگڑے سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ صرف اپنا شخصی مفاد عزیز ہوتا ہے۔ اور اس کے حصول کی خاطر وہ مسلمانوں اور کفار دونوں سے ملے رہتے ہیں۔ آغازِ اسلام میں ایسے منافقین بڑی تعداد میں موجود تھے۔ قرآن پاک میں ان کی ظاہری و باطنی خصوصیات کا تفصیلی ذکر ان الفاظ میں مذکور ہے۔

ومن الناس من یقول آمنا باللہ	اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں
وبالیوم الآخر وما ھم بمؤمنین	کہ ہم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں
یخادعون اللہ والذین آمنوا	حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ یہ لوگ اللہ کو اور
وما یخدعون إلا انفسھم	ایمان لانے والوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔
وما یشعرون .... واذا	حالانکہ یہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکا دئے رہے
قیل لھم لا تفسدوا فی الارض	ہیں۔ جس کا وہ شعور و ادراک نہیں رکھتے! اور
قالوا انما نحن مصلحون	جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ

أَلا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِؤُنَ۔

(بقرہ - ۱)

بپدا کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صلح کل کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ یاد رکھو یہی لوگ حقیقی مفسد ہیں۔ لیکن وہ اس حقیقت کو سمجھتے نہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (اس دو رنگی کو چھوڑ کر) اس طرح ایمان لاؤ جس طرح (مخلص) لوگ ایمان لاتے ہیں تو کہتے ہیں کیا ہم بھی اسی طرح ایمان لائیں جس طرح غیر مآل اندیش اور نامصلحت شناس لوگ ایمان لائے ہیں۔ آگاہ رہو کہ فی الحقیقت بے وقوف اور انجام ناشناس یہی لوگ ہیں لیکن یہ سمجھتے نہیں۔ اور جب یہ لوگ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی مومن ہیں اور جب اپنے شیاطین کی مجلسوں میں پہونچتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ اور ہم تو مسلمانوں سے یوں ہی مذاق کرتے ہیں اور انہیں بے وقوف بناتے ہیں۔

ایسے لوگ اس وقت تو سراپا ایمان بن جاتے ہیں جب احکام ہلکے اور بے ضرر ہوتے ہیں۔ لیکن جہاں سخت احکام آتے اور ان کے دنیوی مفاد کو خطرہ لاحق ہوتا تو صاف کترا جاتے۔ ان کا مذکورۂ بالا برتاؤ مسلمانوں اور احکام قرآنی ہی کے ساتھ نہ تھا بلکہ خود اعدائے اسلام کے ساتھ بھی ان کے تعلقات کی نوعیت اخلاص پر مبنی نہ تھی حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف اپنے نفس کے دوست تھے اور اس کی خاطر مسلم و کافر دونوں کو خوش رکھنا چاہتے تھے۔ تاکہ موقع پر ہر ایک سے حق دوستی حاصل کریں۔ قرآن نے بڑے جامع و مانع الفاظ میں ان کا تعارف اس طرح کرایا ہے۔

مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَا إِلَىٰ هٰؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هٰؤُلَاءِ

(نساء - ۲۱)

کفر و ایمان کے بیچ میں پڑے لٹک رہے ہیں۔ نہ مسلمانوں کی طرف ہیں نہ کافروں کی طرف

اور اپنی اسی مذبذب پالیسی کو صلح کل قرار دے کر وہ دعویٰ کرتے تھے کہ انما نحن

مصلحون (ہم تو سراپا اصلاح ہیں) اس دورخی پالیسی کو نباہنا ان کی طاقت لسانی پر موقوف تھا۔ قرآن اس دورنگی کو ترک کرنے کا بار بار مطالبہ کرتا تھا

یہ روح نفاق آج بھی کسی نہ کسی قالب میں موجود ہے۔ مسلمانوں کے مجمع میں بانگ دہل اس کا اعلان کرنے والے بہت سے لوگ ملیں گے کہ میں سب سے پہلے مسلمان ہوں اور بعد میں کچھ اور۔ لیکن اعدائے اسلام کے سامنے اسی زبان اور حلق کی اسی طاقت کے ساتھ وہی لوگ یہ اظہار کریں گے کہ میں پہلے فلاں ہوں اور پھر مسلمان۔ اس قسم کے لوگوں کے لیے احادیث میں وعید شدید آئی ہے۔ حضرت عمار سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا میں
من لہ وجھان فی الدنیا کان	دورخا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کی آگ
لہ یوم القیامۃ لسانان من نار	کی دو زبانیں ہوں گی۔
(ابوداؤد: باب ذی الوجھین)	

حضرت ابوہریرہ سے مروی ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اکرم نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز
تجدون شر الناس یوم القیامۃ	سب سے بڑا وہ شخص ہوگا جو دورخا منافق
ذا الوجھین الذی یأتی ھؤلاء	ہے ایک جماعت کے پاس ایک رنگ میں
بوجہ وھؤلاء بوجہ	آتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس دوسرے
(بخاری: باب ما قیل فی ذی الوجھین)	رنگ میں۔

علاوہ ازیں منافق صفت لوگوں کی ایک خاصی تعداد ایسی بھی ملتی ہے جو دینی احکام و مناسک کا مذاق اڑاتے، اسلامی عبادات کا استہزا کرتے اور خود مسلمانوں کے اوضاع و اطوار اور ان کے اعمال و کردار پر پھبتیاں کستے ہیں مثلاً ایک گروہ کے متعلق قرآن کہتا ہے:

واذا نادیتم الی الصلوٰۃ	اور جب تم نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو
اتخذوھا ھزوًا و لعبا۔	یہ لوگ اس کو مذاق اور کھیل بنا لیتے
(مائدہ ـــ ۹)	ہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحی آیت بالا کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

"جو لوگ شعائر اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ وہ ہرگز اس لائق نہیں ہیں کہ کوئی مسلمان ان سے دوستی رکھے۔ اگر کوئی شخص ان سے دوستی رکھتا ہے اور ایمان کا مدعی بھی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ غیرت ایمانی سے خالی ہے۔ اور غیرت ایمانی سے خالی شخص اپنے ایمان کی کبھی حفاظت نہ کر سکے گا۔"

(تدبر قرآن ۲/۳۲۲)

ایسے منافقوں کے بارے میں سورہ نساء میں شدید ترین الفاظ میں وعید آئی ہے۔

بشر المنافقین بأن لهم عذابًا	منافقوں کو خوشخبری دے دو کہ ان کے لیے ایک
الیما الذین یتخذون الکافرین	دردناک عذاب ہے، اُن کے لیے جو مسلمانوں
أولیاء من دون المؤمنین	کے مقابلہ میں کافروں کو دوست بنائے
ایبتغون عندهم العزة	ہوئے ہیں۔ کیا ان کے ہاں عزت و رسوخ
فان العزة للّٰه جمیعا۔	چاہتے ہیں۔ عزت تو سراسر اللہ ہی کے لیے ہے۔

یعنی یہ منافقین مسلمانوں کے مقابل میں کفار کو اپنا دوست اور کارساز بنائے ہوئے ہیں۔ ان کی نگاہوں میں عزت اور سرخروئی حاصل کرنے کے آرزومند ہیں۔ حالانکہ عزت و دولت سب خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ یہ منافق صفت اُن مجالس میں حاضری دیتے ہیں جہاں اللہ کی آیات و احکام کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن میں یہ صریح ہدایت نازل ہو چکی ہے کہ جب دیکھو کہ اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ یہ تمسخر کرنے والے کسی اور بات میں لگ جائیں۔ اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو وہ بھی ان ہی کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اللہ جل شانہ ایسے منافقوں کو ان ہی کافروں کے ساتھ دوزخ میں جمع کرے گا۔

اس سے یہ بھی منکشف ہوا کہ جن مجلسوں میں اللہ کے دین اور اس کی شریعت کا تمسخر ہو ان میں اگر کوئی مسلمان شریک ہو تو یہ اس کی بے حمیتی اور بے غیرتی کی دلیل ہے۔ اگر کوئی شخص ان میں شرکت کو اپنے لیے وجہ عزت و شرف سمجھے تو یہ صرف بے حمیتی کی ہی نہیں بلکہ اس کے مسلوب الایمان ہونے کی بھی دلیل ہے۔ اس قسم کے منافقوں کا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن کے ساتھ خدا کے دین